آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کی منظور شدہ دستاویز

ہمارا راستہ

(یہ کتابچہ نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے سرینگر سے شایع کیا)

ستمبر ۱۹۵۷ء

نیا کشمیر

نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کی منظور شدہ

دستاویز

قیمت ۳ر

نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے اپنی میٹنگ (مورخہ ۱۵ جولائی تا ۲۳ جولائی) میں قومی اور بین الاقوامی صورت حال کا جائزہ لیا اور اتفاق رائے سے یہ دستاویز منظور کی جس میں سیاسی حالات کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ان حالات کی روشنی میں نیشنل کانفرنس کے فرائض متعین کئے گئے ہیں۔ اس دستاویز کے بعض حصوں کی وضاحت کے لئے ورکنگ کمیٹی کی طرف سے چند پمفلٹ بھی مرتب کئے گئے ہیں جو الگ شائع ہوں گے۔

ہماری تحریک آزادی کی پوری تاریخ جاگیرداری اور سامراج کے خلاف مسلسل جدوجہد کی ایک تاریخ ہے۔ اس جدوجہد میں ہم بڑی آزمائشوں کے دور سے گذرے ہیں۔ جموں اور کشمیر کی قومی تحریک نے شخصی حکومت کے جور و استبداد کا مقابلہ کر کے اپنے جانباز فرزندوں کی قربانی دی ہے۔ اس نے دنیا کے سب سے پرانے اور نہایت چالاک سامراج کی ریشہ دوانیوں اور ظلم و تشدد کے خلاف بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ جدوجہد کی ہے۔ اور جاگیرداروں اور سامراجیوں کی دوست فرقہ پرستی کے ساتھ زور آزمائی کر کے اسے پسپا کیا ہے۔ ہم نے حملہ آوروں کے چھکے چھڑا دئے تھے۔ اور پوری قوم کو آزادی اور جمہوریت کے پرچم تلے متحد اور متحرک کیا تھا۔

مگر ہماری قومی تحریک کے لئے سب سے بڑی آزمائش کا وقت وہ تھا جبکہ خود بعض راہنما راستے سے بھٹک گئے اور قومی آزادی اور جمہوریت کے ان اصولوں کو جھٹلانے لگے جنہیں مرتب کرنے میں خود انہوں

نے آگے بڑھ کر حصّہ لیا تھا۔ دشمن سامنے آ کر وار کرے تو جانبازوں کے لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان ہوتا ہے۔ مگر جب میدانِ کارزار میں وُہ آپ کے پرانے رفیقوں کو اپنی ڈھال بنائے تو پھر ایمان اور یقین کی بڑی سخت آزمائش ہوتی ہے۔

ہماری قومی تحریک اس امتحان میں بھی پُوری اتری۔ یہ اس کی صحت مندی اور توانائی کی دلیل ہے۔ ہماری تنظیم کے ہر شعبے کے کارکن نے چاہے وہ اسمبلی پارٹی سے تعلق رکھتا تھا یا جنرل کونسل سے یا کسی ابتدائی کمیٹی یا تحصیل کمیٹی کا ممبر تھا غرضیکہ کارکنوں کی بھاری اکثریت نے اپنی قومی روایات سے اعتماد حاصل کر کے ہمت اور جرأت سے کام لیا اور اصولوں کی چوکھٹ پر اپنے ذاتی رشتے اور پرانے تعلقات قربان کر دئے۔

۹ اگست کی وزارتی تبدیلی کو محض نظم ونسق کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اس واقعے کی اہمیت صرف یہ نہیں تھی کہ نیشنل کانفرنس کے بعض پرانے رہنماؤں سے قلمدانِ وزارت لے لیا گیا اور انہیں رہنمائی کی جگہ سے ہٹا دیا گیا۔ سیاسی زندگی میں ایسی تبدیلیاں تو اکثر ہوتی ہیں مگر ۹ اگست کا واقعہ محض تنظیمی یا انتظامی رد و بدل کی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ ایک سیاسی واقعہ تھا اور ہماری قومی تحریک میں اس کی حیثیت ایک سنگِ میل کی ہے۔

اس واقعہ کی اصلیت کو سمجھنے کے لئے اپنی قومی تاریخ سے مدد لینی ہوگی۔ سامراج نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ جموں اور کشمیر کو کسی نہ کسی شکل میں غلام رکھ کر اپنے سیاسی اور فوجی مقاصد پورے کرے۔ کشمیر اپنی جغرافیائی پوزیشن کے اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ اس کی سرحدیں

پانچ بڑے ممالک سے ملتی ہیں لہذا ملک گیری کی ہوس میں سامراج نے ہمیشہ اسے اپنے چنگل میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ برطانوی حکومت نے اسی غرض سے مہاراجہ پرتاب سنگھ کو معزول کرنا چاہا تھا اور اسی مقصد کی خاطر وہ گلگت پر براہِ راست قابض ہونا چاہتے تھے اور تقسیم ہند کے وقت جب برطانوی سامراج نے مہاراجہ ہری سنگھ کو مشورہ دیا کہ وہ کسی ملک سے الحاق نہ کریں۔ اور ریاست کو "آزاد" قرار دے دیں تو اس وقت بھی پُرانا سامراجی منصوبہ کام کر رہا تھا وہ ہمارے وطن کو ہندوستان کی جمہوری تحریک سے کاٹ کر بے بس اور لاچار بنا دینا چاہتے تھے۔ تاکہ آسانی کے ساتھ ہمیں ہڑپ کر جائیں۔

ہم نے اس جھوٹی آزادی کی مخالفت کی تھی اور ہمارے رفیقوں نے بھی اعلان کیا تھا کہ سامراج جس آزادی کا لالچ دے رہا ہے وہ اصل میں غلامی ہے مگر چند ہی برس بعد ہمارے یہ رفیق خود ہی وہ نعرہ بلند کرنے لگے جسے ہمارے دشمنوں نے مُرتّب کیا تھا۔ وہ جھُوٹی آزادی کے فریب میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے اس سامراجی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا بیڑا اُٹھا لیا جو ہمارے وطن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ اور وادیٔ کشمیر کو ہندوستان سے الگ کر کے سامراجیوں کے حوالے کر دیتا ہمارے وطن کو غلامی کی نئی زنجیریں پہنا دی جاتیں۔ اور ہماری پاک سرزمین سامراجی بوٹوں سے روند ڈالی جاتی

جنوبی امریکہ کی ریاست گوئٹیمالا کا حادثہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوا ہے۔ یہ ریاست آزاد اور خود مختار تھی اور یہاں جمہوری حکومت بھی قایم تھی۔ مگر یہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی اور سامراجیوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تھی۔ چنانچہ پچھلے دنوں سامراجیوں

نے اس ملک کی آزادی ختم کردی۔ ہندوستان سے الگ ہو کر وادی کشمیر کے پاس اتنی طاقت کہاں ہو سکتی تھی کہ سامراجیوں کی کامیاب مزاحمت کی جاتی۔ "آزاد" کشمیر کا بھی وہی حشر ہوتا جو گوئٹمالا کا ہوا۔

چنانچہ جب ہم اپنے وطن کی پرانی تاریخ اور موجودہ بین الاقوامی سیاسیات کی روشنی میں اگست کے واقعات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سامراج بعض قومی رہنماؤں کی آڑ لے کر ہم پر حملہ آور ہوا تھا اور اپنے پرانے منصوبے کو نئی شکل دے کر ہماری آزادی اور خود مختاری کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا تھا مگر ہم نے ایک بار پھر سامراجی حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔ یہ ہے ۹ اگست کی وزارتی تبدیلی کی سیاسی اہمیت۔

ایک ذمہ دار قومی تنظیم کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ سامراج کے منصوبوں کا تجزیہ کرلے۔ اسے یہ بھی جاننا چاہیے کہ خود ہمارے اندر وہ کون سی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں جن سے فائدہ اٹھا کر سامراج نے ہم پر وار کیا۔ ایسا کیوں ہوا کہ وہ آزمودہ کار مجاہد جنہوں نے ہمارے دوش بدوش سامراجیوں سے جدوجہد کی تھی اور قربانیاں دی تھیں خود سامراج کا شکار ہو گئے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کی جگہ ان کا سہارا لینے لگے۔

یہ درست ہے کہ ہمارے وطن کے دشمن سامراجی ممالک ہمارے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ مبصرین کی حیثیت سے ان کے جاسوس ہماری ریاست میں سرگرم عمل تھے اور سامراجی اشارہ پر پرجا پریشد اور دوسرے فرقہ پرست عناصر عوام میں بے چینی اور بددلی پیدا کرنے

کی کوشش کر رہے تھے لیکن ہماری قومی تحریک نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ تو پہلے بھی کیا تھا۔ اور اُنہیں پسپا ہونے پر مجبور کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ خود ہماری صفوں میں انتشار کیوں پیدا ہو گیا اور ہماری قومی تنظیم کے بعض رہنما کیوں بھٹک گئے اور ہمارے عوام جنہوں نے آزادی اور جمہوریت کی خاطر اپنی جانیں قربان کی تھیں۔ کیونکر پست ہمت ہو گئے؟

بخشی صاحب نے ۹ اگست کی ریڈیائی تقریر میں جب سیاسی، اقتصادی اور انتظامی حالات کا جائزہ لیا تھا تو انہوں نے ان باتوں کی طرف اشارہ کیا تھا جن میں ہمارے قومی بحران کا راز پوشیدہ تھا۔ اس کے بعد ستمبر ۱۹۵۳ء میں سرینگر کا تاریخی کنونشن ہوا جہاں ہم نے چار ہزار کارکنوں سے مشورہ کر کے حالات کا پوری طرح جائزہ لیا۔ کنونشن کے کنوینر نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا:-

"چھ سال ہوئے۔ حکومت ہمارے ہاتھوں میں آگئی۔ اس سے لوگوں نے سمجھا کہ اب وہ اپنی قسمتیں بدل سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سابقہ حکومت عوام کی اُن توقعات کو پورا نہ کر سکی اور لوگوں کی زبوں حالی روز بروز بڑھتی گئی۔ قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ تعلیم مہنگی ہو گئی۔ تنظیم میں انتشار پیدا ہوا۔ وہ لوگ جو مفاد پرست تھے جن کی روایات سیاہ تھیں۔ تنظیم میں گروہ بندی کی بنا پر آ گھسے جس سے نیشنل کانفرنس مفاد پرستی کا اکھاڑہ بن کر رہ گئی۔ پروگرام پس پشت پڑا اور اغراض پرستیاں سامنے آئیں۔ مظلوموں کی دادرسی نہ ہوئی اور قوم عام طور سے تباہ حالی کا شکار ہوئی۔ قدرتی طور پر

عوام نیشنل کانفرنس کی حکومت سے بدظن ہو گئے اور اس پر اُن کا اعتماد ختم ہوا۔ ایسے حالات میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اُس وقت کا قائد اس صُورتِ حال پر غور کرتا اور جو لغزشیں ہوئی تھیں ان کی تلافی کرتا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ بلکہ اُس نے خالی خولی نعرہ بازی پر زیادہ بھروسہ کیا۔ فضول اخراجات میں اضافہ ہوتا رہا۔ نتیجہ یہ کہ اُس حکومت کے زوال کے دن قریب آ گئے۔ سابق وزیر اعظم نے ان کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے "آزاد کشمیر" کا سوانگ رچایا۔ اور سامراجی طاقتیں گِدھوں کی طرح ہمارے وطن کے سطح پر منڈلانے لگیں"۔

یہی بات زیادہ وضاحت کے ساتھ کنونشن کی سیاسی تجویز میں یوں کہی گئی ہے:-

"عوام کی بڑھتی ہوئی معاشی بدحالی نے وسیع پیمانے پر ریاست کے طول و عرض میں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا کی۔ عوام کے بیشتر حصّہ کے افلاس میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ اور حکومت ان کی امداد کے لئے کوئی مؤثر یا معقول طریقے اختیار کرنے میں کوتاہی کر رہی تھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت پر سے عوام کا اعتماد اُٹھ گیا اور وہ محسوس کرنے لگے کہ وہ اُنہیں ایک ہمدردانہ اور صالح نظام حیات نہ دے سکی۔

"حکومت کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت ختم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ نیشنل کانفرنس کے بعض رہنماؤں

نے تنظیم کے اندر گروہ بندی کے رجحانات کی حوصلہ افزائی کی اور مفادِ خصوصی رکھنے والے عناصر کے مختلف گروپ قایم کئے گئے۔ اس کی وجہ سے ہماری تنظیم کے جمہوری طرزِ عمل اور طریقِ کار کو کاری ضرب لگی اور رائے عامہ کے اس جمہوری ادارے میں انتشار کی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر ایک اور پہلو بھی تھا جس کی بناء پر نیشنل کانفرنس کے بعض رہنماؤں کو اُن بنیادی اصولوں سے انحراف کرنا ممکن بن گیا جن کے لئے نیشنل کانفرنس جدوجہد کرتی آئی ہے۔ ریاست کی غیر یقینی سیاسی اور اقتصادی صورتِ حال کی بدولت فرقہ پرستی کو ریاست میں اور ہندوستان کے اندر اپنا مکروہ جال پھیلانا ممکن بن گیا۔ ہندو فرقہ پرستوں نے جموں کے اندر تحریک جاری کی جسے ہندوستان کی رجعت پسند حلقوں کی حمایت حاصل ہوئی۔ اس کا مقصد یہی تھا۔ کہ ریاست کا قوم پرورانہ جمہوری نظام ختم ہو جائے اور ریاست مختلف فرقہ وارانہ علاقوں میں تقسیم ہو جائے۔ یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جن کی بناء پر نیشنل کانفرنس کی لیڈرشپ کے ایک حصّے کو ریاست کے اہم مسایل کا ایک فوری حل تلاش کرنے کی ضرورت پڑی۔ یہ لیڈر اس حقیقت سے باخبر تھے کہ وہ لوگوں کو ان سماجی اور اقتصادی مقاصد کا احساس دلانے میں ناکام ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے سیاسی مسایل کے بارے میں رائے عامہ کو منتشر کرنے کی کوشش شروع کی۔ نیشنل کانفرنس کے بنیادی اصُولوں

سے کُلیتاً انحراف کرتے ہوئے انہوں نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے غیر ملکی مداخلت اور ثالثی پر تکیہ کرنا شروع کیا۔"

اسی طرح گذشتہ واقعات کا جائزہ لے کر اور حالات کی چھان بین کر کے ہم اس قابل ہوئے۔ کہ آیندہ کے لئے اپنا راستہ اس طرح متعین کریں کہ پھر ہمیں ان خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کنونشن میں سیاسی حالات، قومی تنظیم، اور حکومت کی کارکردگی اور انتظامی مشینری سب پر تیز نظر ڈالی گئی اور قومی زندگی کے مختلف شعبوں پر بحث و مباحثہ ہوا۔ اس کے بعد آنے والے دنوں کے لئے ہم نے کام کرنے کا جو خاکہ ترتیب دیا۔ اسے سیاسی تجویز میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

"اس نازک موقعے پر جبکہ ایک شدید قومی خطرہ درپیش ہے۔ آزادی۔ امن اور جمہوریت کے لئے ایک ہی ضمانت ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمام وطن دوست اور جمہوریت پسند عناصر ان طاقتوں کی مزاحمت کے لئے ایک جگہ جمع ہو جائیں جو عوام کی آزادی کا محاصرہ کرنا چاہتی ہیں۔ ریاستی عوام کو بیدار کرنے اور مشترکہ سیاسی امور کے لئے ایک واضح اور طے شدہ پروگرام کی بنیادوں پر انہیں منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ضرورت بھی ناگزیر اور فوری ہے۔ کہ تمام ترقی پسند طاقتوں کو ریاست بھر کے مختلف طبقوں کے عملی تعاون اور اشتراکِ عمل سے سیاسی طور ایک مرکز پر لایا جائے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ نیشنل کانفرنس کے مختلف شعبوں اور شاخوں کو جمہوری بنیادوں پر لایا جائے تاکہ دیانت دار اور وطن دوست عناصر کو ریاست کے

مفادات کے لئے آگے بڑھنے اور کام کرنے کا موقعہ مل سکے اور اس طرح پارٹی مضبوط ہو جائے۔ تنظیم کو عوام کُش اور ناخوشگوار رجحانات سے محفوظ رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ یہی ایک صورت ہے جس سے قابل اور آزمودہ کار لوگوں کو اپنے دائرہ میں لایا جا سکتا ہے۔ یہ اب برداشت نہیں کیا جا سکتا کہ پارٹی کے بددیانت عناصر اپنے ذاتی جاہ وجلال کو اپنے سیاسی کارناموں کے لئے استعمال کریں۔ جمہوری تحریک کا مستقبل زیادہ تر ایک صاف، شستہ اور صحت مند تنظیم کی طاقت پر منحصر ہے۔ اس سلسلہ میں نیشنل کانفرنس کی آن پرانی ناکامیوں کا جائزہ لینا ضروری ہے جو اس کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ذمہ دار تھیں۔ ہر ممکن جلدی کے ساتھ نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کے دل سے طاقت اور اختیار کے آمرانہ طرز استعمال کو خارج کر دیا جائے۔ اس طریقہ پر چل کر تنظیم لوگوں کے زیادہ نزدیک آ سکتی ہے اور ان کے روزمرّہ کے مسائل کو مؤثر طریقہ پر حل کر سکتی ہے۔

"اس بات کی بھی فوری ضرورت ہے کہ وسیع پیمانہ پر عوام کو سیاسی تربیت دی جائے تاکہ عام لوگوں کا نظریاتی رجحان بالکل صاف رہے۔ نیشنل کانفرنس کا ہر چھوٹا بڑا رکن سیاسی طور تربیت یافتہ ہو۔ اور اس پر ریاست کے سارے مسائل کی صحیح صحیح توجیہہ ہو چکی ہو۔ تاکہ ہر کارکن میں آگے بڑھنے اور ذمہ داریاں نبھانے

کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

"نیشنل کانفرنس پر ایک بھاری ذمہ داری اس وقت عائد ہوتی ہے اور اسے ابھی سے حقایق کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ادھوری کاروائیاں اور بعض لوگوں کی طرف سے فہم و دانش کی نمائشیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں تنظیم کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو عوام کی روزمرّہ زندگی کے مطابق ڈھال لے اور اس کے ساتھ ہی لوگوں کی پستی اور ذلّت سے خلاصی دلانے کے لئے ایک مضبوط ہتھیار بنے۔

"ایک ایسے وقت پر جب کہ طاقت اور اختیار کی باگ ڈور نیشنل کانفرنس کے ہاتھ میں ہے، عوام کی طرف سے اس کی ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ چکی ہیں۔ گذشتہ چھ سال کے تجربہ سے اسے فایدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور نیشنل کانفرنس کو اس دوران میں جو ناکامیاں ہو چکی ہیں۔ اور جو کارنامے وہ انجام دے چکی ہے۔ ان سے اسے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

"یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ نیشنل کانفرنس کی لیڈر شپ کے ایک حصہ نے اختیار، طاقت اور حکومت کو کچھ ایسے طریقے پر استعمال کیا جس سے تنظیم کے اندر گروہ بندی کے رجحانات بڑھتے گئے۔ اور ایڈمنسٹریشن میں انفرادی وفاداری اور عقیدت مندی پیدا ہو گئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کے تعلقات کمزور ہوتے گئے

حکومت عوام سے دور جا پڑی اور اُس نے جمہوریت پسند حلقوں کی خواہشات کی پرواہ کئے بغیر آمرانہ طرز عمل اختیار کیا۔ ذاتی جاہ و جلال اور وقار کی اس تنگ و دو میں لوگوں کے مسائل اور بنیادی ضروریات نظر انداز کئے جاتے رہے۔ اور پایانِ کار ایڈمنسٹریشن ناکارہ ہو کر رہ گیا۔ ایک مُسلسل مضبوط اور ہم آہنگ پالیسی کی عدم موجودگی کی بنا پر انتظامی مشینری اور بھی بدتر ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بدعنوانیاں عام ہو گئیں مصارف کی کوئی طے شدہ پالیسی موجود ہی نہیں تھی۔ نتیجہ کے طور پر بے معنی اور طفلانہ سکیموں پر مجرمانہ طریقہ پر قوم کا روپیہ ضایع کیا گیا۔ قدرتی طور پر لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ ملک کے اندر کوئی اچھی اور قابل حکومت موجود ہی نہیں۔ پارٹی کے اِن تلخ تجربات کے پیش نظر نیشنل کانفرنس پر یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ انتظامی مشینری کو ایک ایسے طریقہ پر از سرِ نو ترتیب دے۔ جس سے عوام کی کوئی خدمت ہو سکے اور انہیں کچھ امداد مل جائے۔ ریاست کے ترقیاتی منصوبوں کے مطابق سماجی اور اقتصادی تعمیرِ نو کے سلسلے میں سرکاری پالیسی کی تجدید کی جائے۔

"ریاست کی اقتصادیات کو ایک ایسے ڈھنگ پر لایا جائے۔ کہ بے روزگاری اور اقتصادی بدعنوانی سے تعلق رکھنے والے سارے بنیادی مسائل کا حل نکل آئے اور عوام کی زندگی کا معیار بہتر ہو جائے۔" "نیا کشمیر" کے اندر جن سماجی اور اقتصادی مقاصد کا اعلان کیا گیا ہے۔ حکومت کی پالیسی

انہی بنیادوں پر مرتب ہونی چاہیئے۔ ریاست کے عوام کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی قابلیت، روایات اور تہذیب کے مطابق آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے پورے اور یکساں مواقع ملنے چاہیئیں۔ ریاست کی وحدت کو ریاست کے سارے حصّوں کے مفادات کا مناسب انتظام اور یقین دلاتے ہوئے مضبوط بنانا چاہیئے۔ کسی صورت میں بھی کسی گروہ یا علاقے کو اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ اوروں کا حق مار کر طاقت کو اپنی طرف مرکوز کریں۔ ایک صحیح جمہوری نظام ہی ریاست کے لوگوں کے اتّحاد کی ضمانت بن سکتا ہے اور امن، ترقی اور خوشحالی کی طرف ان کی پیش قدمی کو یقینی بنا سکتا ہے۔"

قومی تحریک کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں گذشتہ واقعات کا جائزہ لیکر اور آیندہ کے لئے اپنی پالیسی مرتّب کر کے ہم نے اس کنونشن میں عہد کیا تھا کہ:-

"(۱) ہم اپنی ریاست کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہونے دیں گے اور اس کے مختلف حصّوں کے اتحاد کو مستحکم کریں گے۔

(۲) ہم کشمیر کے خوبصورت خوابوں کی تعمیر حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

(۳) ہم اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

(۴) ہم اپنے وطن کو سچی جمہوریت کی دولت سے مالا مال کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

(۵) ہم اپنی جمہوری تحریک کو ہندوستان اور پاکستان کے عوام کے درمیان دوستی۔ امن اور بھائی چارہ بڑھانے کا ذریعہ بنائیں گے تاکہ ہم سب ایسی شرکت سے جمہوریت اور خوشحالی حاصل کریں۔

(۶) ہم معاشی استحصال، بے روزگاری اور مفلسی کو ختم کرنے کے لئے کمر بستہ رہیں گے۔

(۷) ہم عوام کے ہر طبقہ اور گروہ کے مفادات کی حفاظت کریں گے۔

(۸) ہم دستاویز الحاق اور معاہدہ دہلی کے مطابق ریاست کی اندرونی خود مختاری کو ہر قیمت پر بحال رکھیں گے۔

(۹) ہم ریاست جموں وکشمیر کو سامراجی مداخلت کا شکار اور بیرونی سازشوں کا اڈہ نہیں بننے دیں گے

(۱۰) ہم اپنے شہیدوں کے مقدس خون کی توہین نہیں ہونے دیں گے۔ اپنی خاکِ وطن کو غلامی کی لعنت سے آلودہ نہیں ہونے دیں گے۔ اور اس کی پاکیزہ ہواؤں میں فرقہ پرستی کا زہر نہیں پھیلنے دیں گے۔

(۱۱) اپنے مقاصد اور نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے قومی جمہوری ادارے نیشنل کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور طاقتور بنائیں گے اور مکمل جمہوری

اتحاد پیدا کریں گے۔"

کیا حاصل کیا؟

سرینگر کنونشن کو دس مہینے ہو گئے، اب نیشنل کانفرنس کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس عرصہ میں جو کچھ ہوا اس کی جانچ پڑتال کرے اور ہم اپنی کامیابیوں اور کوتاہیوں کا جائزہ لیں۔ اپنے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں اور اس تجربہ سے لیس ہو کر زیادہ سرگرمی کے ساتھ کام کریں۔

مرکزی کنونشن کی بدولت ایک زبردست تبدیلی کا آغاز ہوا تھا ہمارے دشمنوں اور تخریبی عناصر میں پست ہمتی پیدا ہوئی تھی اور ہمارے کارکنوں میں ایک نیا اعتماد اور نیا ولولہ پیدا ہوا تھا۔ جمہوری سیاسیات پر ان کا یقین مضبوط ہو گیا اور ان کے دلوں میں دشمنوں سے لڑنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ اس بدلی ہوئی فضا میں علاقائی کنونشن ہوئے جہاں مرکزی کنونشن کی سیاسی تجویز کی وضاحت کی گئی اور مقامی حالات کی روشنی میں سیاسی اور تنظیمی تجویزیں مرتّب کی گئیں۔ ان علاقائی کنونشنوں کی امداد سے ہمارا نقطہ نظر عام لوگوں تک پہنچا۔

گذشتہ دنوں میں ہمارا سب سے بڑا سیاسی کارنامہ یہ ہے کہ ہم نے الحاق کے سوال کو آخری اور قطعی طور پر طے کر دیا۔ ہماری آئین ساز اسمبلی نے معاہدہ دہلی کی تصدیق کی اور سرکار ہند کے صدر نے پچھلے دنوں اپنا آرڈر جاری کر کے اس معاہدے کو آئین ہند کا حصّہ بنا دیا۔ اس طرح اس ابہام اور بے یقینی کا خاتمہ ہوا جس میں ہماری ریاست کے لوگ مبتلا تھے۔ یہ تذبذب سامراجی سازش کا بیج بونے کے لئے

زرخیز زمین کا کام دیتا تھا۔ ہم نے ہندوستان کے ساتھ اپنے الحاق کو مستقل اور مستحکم کر کے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر لیا ہے اور اب کوئی طاقت ہمیں یہ فیصلہ بدلنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔

پاکستان کے ساتھ الحاق یا نام نہاد آزاد کشمیر کا قیام اب انہونی باتیں ہیں۔ ہمارے سابقہ رفیق معاہدہ دہلی کی تصدیق سے گریز کر رہے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ سامراجی منصوبے کا شکار ہونے کے بعد وہ ہمارے عوام کو تذبذب میں رکھنا چاہتے تھے۔ ان کے دلوں میں بے یقینی کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے تھے تا کہ وہ اندھیرے میں ادھر اُدھر بھٹکتے رہیں۔ اور جب منزل کا سراغ نہ ملے تو سامراج کا ہاتھ پکڑ لیں۔ معاہدہ دہلی کو ہندوستانی آئین کا حصہ بنا کر ہم نے الحاق کو ایک ٹھوس شکل دے دی ہے اور جہاں تک ہمارا اور ہمارے عوام کا تعلق ہے۔ الحاق کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے ہو گیا ہے۔

ہندوستان کے ساتھ ہمارا الحاق کوئی اتفاقی امر نہیں ہے۔ یہ تو ہماری قومی تحریک کا منطقی نتیجہ ہے۔ ہماری قومی تحریک سامراج کے خلاف جدوجہد کر کے پروان چڑھی ہے اور اس جدوجہد میں ہندوستان کی جمہوری تحریک نے ہمیشہ ہماری مدد کی ہے۔ جب سامراج نے ہند کے برصغیر کو تقسیم کیا تو اس کی خواہش تھی کہ جموں اور کشمیر کو ہندوستان سے الگ کر دے اور ہندوستان کی جمہوری قوتوں سے ہمارا رشتہ توڑ کر ہمیں تباہ و برباد کر دے۔ اسطرح سے مہاراجہ ریاست کو "آزاد" رکھنا چاہتا تھا۔ ہم نے اس کی کوششوں کو ناکام بنا دیا تب سامراج نے حملہ آوروں کی مدد سے دوبارہ وار کیا۔ ہماری پوری قوم نے متحد ہو کر اس حملے کا منہ توڑ جواب دیا اور اپنے خون سے تحریر کر دیا کہ ہم سامراج کا نوالہ بننے

بننے کے لئے پاکستان میں نہیں جائیں گے۔ ہمارے عوام اپنے رگ و ریشہ میں محسوس کر رہے تھے کہ ان کا مستقبل ہند سے وابستہ ہے اسی لئے انہوں نے بے مثال دلیری اور جانبازی کے ساتھ حملہ آوروں کا مقابلہ کیا تھا۔

آخر کوئی بات ہے جبھی تو امریکی برطانوی سامراج کو یہ گوارا نہیں تھا کہ ہم ہندوستان سے الحاق کریں۔ وہ کس چیز سے ڈرتا تھا۔ اُسے ہندوستان کی جمہوری قوتوں سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ ہمارے عوام انہی جمہوری قوتوں سے اپنا رشتہ مستحکم کرنا چاہتے تھے کیونکہ ہمارے عوام نے نیا کشمیر کے عنوان سے اپنے مستقبل کا خاکہ مرتب کیا تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہ مستقبل اُسی وقت تعمیر ہو سکتا ہے جب وہ ہندوستان کی جمہوری تحریک سے امداد حاصل کریں۔

لہذا ہم نے ہند کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ کر وہ بنیادیں قایم کر دیں جن پر نیا کشمیر تعمیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے پہلا فائدہ یہ حاصل کیا۔ کہ ریاست سے موروثی حکمرانی ختم کر دی گئی۔ جاگیرداری ختم کر کے ہم نے کاشتکاروں میں مُفت زمین تقسیم کر دی۔ ہمارے باشندوں نے ہندوستان کے اندر تمام شہری حقوق حاصل کئے۔ لیکن ہند میں اپنی خاص پوزیشن کی بدولت ہم نے یہ تحفظ حاصل کر لیا کہ وہاں کا کوئی باشندہ کشمیر میں مستقل جائداد نہیں بنا سکتا۔ ہماری آئین ساز اسمبلی کو ایسے قوانین بنانے کا اختیار حاصل ہوا جو ہندوستان کی دوسری ریاستوں کو حاصل نہیں گویا ہم نے ہند کے اندر ایک مخصوص درجہ حاصل کیا ہے جس سے فائدہ اٹھا کر ہم اپنی ریاست میں بلند مرتبہ جمہوریت قائم کر سکتے ہیں۔

بعض رجعت پرست عناصر ہماری اندرونی خود مختاری کو فنا کر کے ریاست کو ہندوستان کے اندر مکمل طور پر مدغم کر دینا چاہتے تھے۔

وہ چاہتے تھے کہ موروثی حکمرانی پھر سے رائج ہو۔ کاشتکاروں سے زمینیں لے کر جاگیرداروں کو واپس کی جائیں یا انہیں بھاری معاوضہ دیا جائے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے جموں میں تحریک بھی کھڑی کر دی تھی۔

معاہدہ دہلی کی تصدیق کر کے یعنی ہندوستان کے ساتھ اپنے الحاق کو ایک مخصوص قشکل دیکر ہم نے ان جاگیر نواز رجعت پرستوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اب انہیں بھی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ محدود الحاق ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ اور مکمل ادغام کا نعرہ لگانا بے سود اور بے کار ہے۔

سیاسی میدان میں ہماری سب سے بڑی کامیابی یہی تھی۔ کہ ہندوستان کے ساتھ اپنے رشتہ کو واضح اور مستقل کر کے ہم نے اپنے وطن کی جمہوری تعمیر کے لئے بنیاد قایم کر دی اور مستقبل کے بارے میں ابہام اور تذبذب کو ختم کر دیا۔

اقتصادی میدان میں بھی حکومت نے کئی اہم اقدامات کئے ہیں۔ مجوزہ اور سرپلس کی ادائیگی کو یک قلم منسوخ کر دیا گیا اور ریاست کے اندر شالی کی خرید و فروخت پر سے تمام پابندیاں ہٹا دی گئیں۔ راشن کی مقدار میں اضافہ کر دیا گیا۔ ایک طرف سرکاری ڈوکانوں پر شالی کی قیمت خرید بڑھا دی گئی جس سے کاشتکاروں کو فائدہ پہنچا تو دوسری طرف راشن کی دوکانوں پر غلے کی قیمت فروخت گھٹا دی گئی جس سے شہری آبادی نے فائدہ اٹھایا۔ ان اقدامات کی بدولت ریاست میں غذائی صورت حال بہت بہتر ہو گئی۔ اور غلہ داروں اور ڈوداروں کی منافع خوری پر گہری ضرب لگی۔ غذا میں جو کہ انسانوں کی ابتدائی ضرورت ہے چور بازاری کا خاتمہ ہوا۔ مجوزہ اور سرپلس وصول کرنے کے نام پر سرکاری عملہ جو لوٹ کھسوٹ اور جبر و زبردستی کیا کرتا تھا۔ اس کا بھی خاتمہ ہوا۔ اور

کسانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

آبیانہ کم کر کے اور طوفان زدہ لوگوں کی امداد کرنے کے سلسلہ میں بھی حکومت نے اہم اقدامات کئے اور امداد باہمی کی انجمنوں کے ذریعہ کسانوں کو زرعی قرضہ دینے کے لئے ۱۵ لاکھ روپیہ کی رقم منظور کی گئی اور کواپریٹو جو کہ لوگوں کی نظر میں لوٹ کھسوٹ اور جبر و تشدد کی علامت بن گئی تھی۔ اس کی تنظیم نو کی طرف توجہ کی گئی اور شکر۔ نمک اور کپڑے پر کواپریٹو نے جو اجارہ داری قایم کر رکھی تھی۔ وہ ختم کر دی گئی۔

گذشتہ دنوں کسٹم کی پابندی بھی ہٹا دی گئی ہے جس سے ریاست میں آنے والی اشیاء کی قیمت کم کرنا مقصود ہے۔

سرکاری تعلیم گاہوں میں ابتدائی درجوں سے لے کر یونیورسٹی تک فیس معاف کر دی گئی۔ نجی تعلیم گاہوں کو گرانٹ دی گئی۔ دیہات میں ابتدائی اور ثانوی جماعتوں کے لئے بہت سے نئے اسکول کھولے گئے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بھی نئی سہولیتیں مہیا کی گئیں۔ تعلیمی بجٹ میں اضافہ کر کے ریاست کے اندر مجموعی طور پر تعلیم کو وسعت دی جا رہی ہے اور ٹیچروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کی گریڈ بڑھا کر ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے اور پرانے ملازموں کو کئی ترقیاں ایک ساتھ دے دی گئی ہیں۔ ان اصلاحات کی بدولت حکومت کو پچاس لاکھ روپیہ سالانہ مزید خرچ کرنا پڑے گا۔

قومی تعمیر اور ترقی کے لئے ہم نے ہندوستانی سرکار کی مدد سے اپنی ریاست کے لئے پانچ سالہ منصوبہ مرتب کیا ہے جس پر تیرہ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اس منصوبے کے تحت بانہال سرنگ کی تعمیر ہوگی اور

زراعت، گھریلو صنعت۔ آبپاشی۔ سڑکوں کی تعمیر اور بجلی حاصل کرنے کے وسیلوں کو ترقّی دی جائے گی۔ ان تمام شعبوں میں کام شروع ہو چکا ہے اور نتائج بھی برآمد ہونے لگے ہیں۔ بجلی کی پیداوار بڑھ گئی ہے۔ آبپاشی میں بھی وسعت پیدا ہوئی ہے اور لفٹ اِریگیشن کی مدد سے کاشت نہ ہونے والی اراضی کو قابل کاشت بنایا جا رہا ہے۔

اس منصوبہ کے تحت کمیونٹی پروجیکٹ اور نیشنل ایکس ٹینشن اسکیم چالو کی گئی ہے۔ ان اسکیموں کا مقصد یہ ہے۔ کہ گاؤں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کر کے اور انہیں مالی امداد بھی دے کر اس لائق بنایا جائے کہ وہ گاؤں کی زندگی کو اقتصادی اور سماجی طور پر بہتر بنا سکیں۔ ان میں تعمیر نَو کا احساس پیدا ہو اور باہمی امداد اور اشتراکِ عمل کا راستہ اختیار کر کے اجتماعی طور پر اپنی زندگی سدھاریں۔ اس مقصد کے لئے کارکنوں کا اسکول بھی کھولا گیا ہے۔

ہم نے اقتصادی اصلاحات اور تعمیر کا جو کام کیا ہے۔ اس میں ہمیں ہندوستان کی حکومت سے بہت مدد ملی ہے بغیر اس مدد کے ہم یہ کام پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اس امداد کی بدولت ہمارا اور ہندوستان کا سیاسی رشتہ اور زیادہ مضبوط ہوا ہے۔

لداخ اور جموں کے لوگوں کے بعض کلچری اور دوسرے مطالبوں کو پورا کیا گیا ہے اور لداخی اور ڈوگری زبان کو تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کا منصوبہ مرتّب کرنے کے لئے کمیٹیاں مقرر کر دی گئی ہیں۔

حکومت کی انتظامی مشینری کو بہتر بنانے کے لئے بھی اہم اقدامات کئے گئے ہیں۔ پانچ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو مختلف محکموں کا معائنہ کر کے حکومت کو مشورہ دے گی کہ دفتری کام میں کیا اصلاحات

کی جائیں تاکہ کارکردگی میں تیزی پیدا ہو۔ اور دفتری گھس پھس ختم ہو۔ یہ کمیٹی انتظامی محکموں میں اخراجات کم کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کرے گی۔

ہم اسمبلی کے ممبروں اور نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کے نام ہدایت جاری کر رہے ہیں کہ وہ انفرادی طور پر افسروں سے کسی قسم کی سفارش نہ کریں۔ اگر مفادِ عامہ کے خیال سے وہ کوئی مشورہ دینا چاہتے ہیں تو اسمبلی ممبر اپنی پارلیمنٹری پارٹی اور نیشنل کانفرنس کے کارکن اپنی تنظیمی کمیٹیوں کے ذریعہ حکومت یا محکمہ کے پاس اپنی سفارش پہنچا سکتے ہیں۔ نجی سفارشوں کو نظر انداز کیا جائے گا۔ کیونکہ اس سے دوست نوازی اور کنبہ پروری کو شہ ملتی ہے۔

گذشتہ دورِ حکومت میں انتظامی مشینری کی بدعنوانی اور سرکاری عملہ کی رشوت خوری سے پوری ریاست کے لوگ پریشان تھے۔ اس لعنت کو دور کرنے کے لئے حکومت نے اسمبلی میں ایک بل یعنی قانون کا مسودہ پیش کیا ہے جو رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے شایع کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کے مشورہ سے اس قانون کو بہتر بنایا جا سکے۔

سرینگر کنونشن میں سیاسی حالات کا جو جائزہ لیا گیا تھا۔ اُس کی روشنی میں ہم نے نیشنل کانفرنس کی تنظیمی اصلاح کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس فیصلہ کے مطابق کنونشن کے فوراً بعد جنرل کونسل کا اجلاس ہوا جہاں ایک تجویز میں ان جمہوری اصولوں کا اعادہ کیا گیا جس کی بنیاد پر نیشنل کانفرنس منظّم کی جانے والی تھی۔ اس تجویز میں اس امر پر زور دیا گیا کہ اُن کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جو سیاسی طور پر قابلِ اعتبار ہیں اور جنہوں نے بحران کے دنوں میں ہمّت اور جرأت سے کام لے کر اپنی سیاسی پختگی کا ثبوت دیا ہے۔ بخشی صاحب کو بحیثیت قائمقام صدر کے ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ نیشنل کانفرنس کو نئے سرے سے منظّم کریں۔ جنرل کونسل نے ایک

تجویز کے ذریعہ سابق جنرل سیکرٹری کو سیاسی انحراف اور انتشار انگیز سرگرمیوں کے جرم میں ذمہ دار پوزیشن سے الگ کر دیا۔

تنظیمی یکجہتی پیدا کرنے کے لئے ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کا کوئی بھی ممبر اپنے آپ کو کسی ایسے اخبار یا رسالے سے وابستہ نہ کرے جو نیشنل کانفرنس کی نگرانی میں شائع نہ ہوتا ہو۔ ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کا تعلق صرف اُن اخباروں اور رسالوں سے ہوسکتا ہے جو نیشنل کانفرنس کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ کارکنوں اور ممبروں کو اجازت ہے کہ وہ دوسرے اخباروں سے تعلّق رکھیں بشرطیکہ ان اخباروں کی پالیسی نیشنل کانفرنس کی بنیادی پالیسی کے مطابق ہو۔ ایسے اخبار سے کسی ممبر کا تعلق نہیں ہوسکتا جو ہماری بنیادی پالیسی کی مخالفت کرتے ہیں اور انتشار ڈالتے ہیں۔

جنرل کونسل کی تجویز کی روشنی میں بعض علاقائی کمیٹیوں کی نئے سرے سے تنظیم ہوئی جس سے ایماندار کارکنوں کی ذمہ داری کی جگہ پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اور گذشتہ دور میں شخصی وفاداری اور گٹھ بندی کا جو دور دورہ تھا اس کی جڑیں بھی کمزور ہوگئیں۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے سیاسی اور اقتصادی حالات پہلے سے بہتر ہوئے ہیں جس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اس سال باہر سے آنے والے سیّاحوں کی تعداد گذشتہ کئی سالوں کے مقابلہ میں زیادہ تھی۔ اس کا اثر ریاست کے تجارتی کاروبار پر اچھا پڑا ہے۔ اور لوگوں میں یہ احساس پیدا ہونے لگا ہے کہ ریاست میں امن و اماں ہو۔ تو روزمرّہ کی زندگی بہتر بن سکتی ہے۔

خاطر خواہ ترقّی نہیں!

گذشتہ دس مہینے کا جائزہ لینے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے برسوں کے مقابلہ میں عوام کی حالت بہتر ہے اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تنظیم میں وہ افراتفری نہیں جو پچھلے برس پیدا ہو گئی تھی۔ عوام میں بحرانی دور کی بے چینی اور بددلی نہیں پائی جاتی اور سیاسی فضا میں سامراجی سازش کا زہر بھی اتنا قاتل نہیں ہے۔

لیکن ہمیں ان کامیابیوں کی رَو میں بہہ نہیں جانا چاہیئے۔ ہماری اور آپ کی یعنی نیشنل کانفرنس کے رہنماؤں اور کارکنوں اور ممبروں کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور دشمن ہماری گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ ہمیں ہر منزل پر نہایت بے دردی سے اپنے پچھلے سفر کی جانچ پڑتال کرنی ہو گی اور اپنی لغزشوں اور کمزوریوں کو عوام کے سامنے بے نقاب کرنا ہو گا۔ تاکہ اُن کی مدد سے ہم اپنی اصلاح کر سکیں۔

ہم نے نیا کشمیر کے عنوان سے اپنے مستقبل کی تصویر بنائی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے تمام کام کو اس زاویے سے دیکھنا ہو گا کہ آیا ہم اُس مستقبل کی طرف بڑھ رہے ہیں یا نہیں، اور اگر بڑھ رہے ہیں تو کس رفتار سے۔ نیا کشمیر کا منصوبہ پورا کرنے کے لئے پہلی اور بنیادی ضمانت یہ ہے کہ ہمارے عوام ہماری پوری قوم اُس مستقبل پر ایمان رکھے اور نیشنل کانفرنس کی قیادت میں متحرک اور سرگرم عمل ہو۔ ورنہ ہماری اصلاحات اور کارگزاریوں کی بدولت عوام کو جو تھوڑی بہت آسائشیں حاصل ہوئی ہوں گی۔ انہیں کسی دن بھی رہزن لوٹ لے جائیں گے۔ اور ہمارا قافلہ دشوار گذار گھاٹیوں میں بھٹکتا رہے گا۔

ہم نے اپنی قوم کی درست سیاسی رہنمائی کی ہے۔ اور نیشنل کانفرنس کی حکومت نے بہت اہم اقتصادی اصلاحات کی ہیں۔ اور عام لوگوں کی حالت پہلے سے بہتر ہے لیکن سیاسی حقیقت پسندی اور ایمانداری کا تقاضا ہے کہ ہم یہ اعتراف کرلیں کہ عام لوگوں میں وُہ سیاسی جوش وخروش اور ولولہ نہیں جو ہماری قومی تعمیر کے لئے پہلی شرط ہے اور ہماری قومی تنظیم ان میں وہ حرکت اور سرگرمی نہیں پیدا کرسکی ہے۔ جو وطن کے دشمنوں اور تخریب پسندوں سے لڑنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کی وجہ دریافت کرنے کے لئے اگر ہم ماضی کی طرف نظر دوڑائیں۔ تو بہت کچھ اشارے ملیں گے۔ گزشتہ دور میں جاگیرداری کا خاتمہ اور کسانوں میں زمین کی مُفت تقسیم ایک انقلابی قدم تھا۔ ہم نے یہ زبردست اصلاح کرکے "نیا کشمیر" کا ایک بنیادی وعدہ پورا کیا تھا لیکن ہم نے یہ دیکھا کہ عوام کو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا۔ اور اس "انقلابی اقدام" سے سیاسی طور پر جس استحکام کی توقع کی جا سکتی تھی۔ وہ سیاسی استحکام بھی پیدا نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟

سرینگر کنونشن کے دنوں میں پرانی کارگزاریوں کی پڑتال کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ نیشنل کانفرنس کی تنظیم اور سرکار کی انتظامی مشینری میں اتنی مہلک خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں کہ وہ حکومت کے اچھے اقدامات کو بھی بگاڑ دیتی تھیں۔ اور ایک چھوٹی سی غلطی کو بڑی غلطی میں تبدیل کر دیتی تھیں۔

بخشی صاحب نے ۹ اگست کی ریڈیائی تقریر میں کہا تھا کہ "ہماری بہت سی پالیسیوں اور اصلاحی اقدامات کی ناکامی اس بات پر محمول کی جاسکتی ہے کہ بدعنوانیاں عام ہیں"۔ جب چھوٹے چھوٹے

تاناشاہ اور رشوت خور افسر عام لوگوں کی ہر خوشی میں زہر ملا کر ان کی زندگی اجیرن کر دیتے ہیں تو پھر عوام کے لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ ملک کے اہم مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور جب بد دیانت اور بد اخلاق افسر حکومت کے نشہ میں چور ہو کر عام لوگوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں اور ان کی جیبوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں تو عوام کا ردّعمل ان افسروں ہی تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ ان کی حرکتوں سے وہ حکومت کے کردار کا قیاس کرتے ہیں اور اپنے روزمرہ کے تلخ تجربے کو آئینہ بنا کر اس میں ہماری پالیسی کا عکس دیکھتے ہیں۔

نیشنل کانفرنس کی حکومت اور نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ابھی تک بدعنوانی نوکرشاہی اور دفتری گھس گھس دُور کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات نہیں کئے گئے ہیں اور جب تک نیشنل کانفرنس کا ہر شعبہ یعنی اس کی حکومت اور اس کی تمام کمیٹیاں ان لعنتوں کو دُور کرنے کے لئے کمربستہ نہیں ہوں گی۔ حالات میں کبھی بہتری نہیں پیدا کی جا سکتی۔

حکومت کی پالیسی کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو اور وزارت عام لوگوں کے مفاد میں کتنے ہی اچھے اقدامات کیوں نہ کرے۔ اگر انتظامی مشینری صاف اور ستھری نہیں ہے۔ تو عوام حکومت کے اقدامات سے پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتے اور نہ ان میں قومی تعمیر کے لئے جوش اور ولولہ پیدا ہو سکتا ہے۔

دوسری بنیادی خامی جس کا حوالہ ہم نے اوپر دیا ہے۔ ہماری قومی تنظیم سے تعلق رکھتی ہے۔ کسی تنظیم کی صحت اور توانائی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ اس کی جڑیں عوام میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی شاخوں

اور کمیٹیوں میں عوام کے بہترین فرزند موجود ہوں جو عام لوگوں کے دُکھ درد میں شریک ہوتے ہوں جن کا اخلاق بلند ہو اور جن کے دلوں میں خدمتِ خلق کا جذبہ بیدار رہتا ہو۔ تنظیم کی صحت اور توانائی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کارکن اور عام ممبر بھی سیاسی طور پر تعلیم یافتہ ہوں۔ کیونکہ سیاسی اسلحہ کام کے بغیر وہ عام لوگوں کی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ ان ممبروں کو بااصول اور تنظیم اور تحریک کا وفادار ہونا چاہیئے۔ اور انہیں شخصی وفاداری اور گروہ بندی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور ہمارے لئے یعنی تنظیم کے رہنماؤں کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم عوام کی نبض پر ہاتھ رکھیں ہمارے کان عوام کے دلوں کی دھڑکن سننے کے لئے ہر وقت کھلے ہوں اور ہم اپنی ذاتی دانشمندی پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اپنے رفیقوں اور آزمائے ہوئے کارکنوں کے مشورے سے کام کریں اور اتحاد اور اشتراک کا نمونہ پیش کریں۔

یہی وہ اصول تھے جن کے پیشِ نظر جنرل کونسل نے نیشنل کانفرنس کی تنظیمی اصلاح کرنے کی ہدایت دی تھی اور کنونشن کی سیاسی تجویز میں زور دیا گیا تھا کہ نیشنل کانفرنس کے مختلف شعبوں اور شاخوں کو جمہوری بنیادوں پر لایا جائے۔ تاکہ دیانت دار اور وطن دوست عناصر کو ریاست کے مفادات کے لئے آگے بڑھنے اور کام کرنے کا موقع مل سکے اور اس طرح پارٹی مضبوط ہو جائے۔ اس تجویز میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ نیشنل کانفرنس کا ہر چھوٹا بڑا کارکن سیاسی طور پر تربیت یافتہ ہو۔ اور اس پر ریاست کے سارے مسائل کی صحیح توجہ ہو چکی ہو تاکہ ہر کارکن میں آگے بڑھنے اور ذمہ داریاں نبھانے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

جب ہم کنونشن سے اس وقت تک کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ تنظیم کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں نیشنل کانفرنس نے ابھی

ذمہ داری خاطر خواہ طور پر پوری نہیں کی ہے۔

ہم نے بعض علاقوں میں موقع پرست اور سیاسی طور پر ناقابلِ اعتماد لوگوں کو ذمہ داری کی جگہوں سے ہٹایا ہے اور سیاسی طور پر پختہ اور ایماندار کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی ہے لیکن باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت پوری تنظیم کو صاف اور ستھرا بنانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تنظیم ناقابلِ اعتماد عناصر کی سرگرمیوں سے محفوظ ہو چکی ہے بعض مقامات پر تو وہی عناصر اپنے قدم جمانے لگے ہیں جن کا ذاتی کردار اور سیاسی رجحان ایسا نہیں کہ وہ عوام کے خادم بن سکیں۔ جب ہماری قومی تحریک پر مشکل وقت آن پڑا تھا اُس وقت تنظیم کا وہ حصہ جس کی سیاست درست تھی زیادہ چوکس اور بیدار ہو گیا تھا اور موقع پرست اور بداخلاق لوگ یا تو منہ چھپانے لگے تھے یا تخریب پسندوں کے ساتھ مل گئے تھے، درست سیاست رکھنے والے رہنماؤں میں اور عام صحت مند عناصر میں قابلِ رشک اتحاد اور اتفاق پیدا ہو گیا تھا۔ وقت کا تاریخی تقاضا پورا کرنے کے لئے ہم نے کاندھے سے کاندھا ملا کر کام کیا اور اپنی کشتی کو دلدل سے باہر کھینچ لیا۔

مگر کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے کہ جب مشکل گھڑی گذر گئی تو ہماری چوکسی میں بھی کمی آ گئی اور ہم روزمرّہ کی انتظامی سرگرمیوں میں اس طرح مصروف ہو گئے کہ تحریک اور تنظیم کے بنیادی مسائل کی طرف سے توجہ ہٹنے لگی اور ہمارے اتحاد و خیال اور اشتراکِ عمل کے رشتے بھی کچھ ڈھیلے پڑ گئے جس سے انتشار انگیزوں اور افواہ بازوں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

بخشی صاحب نے ۹ جولائی کو ممتاز کارکنوں کے اجلاس میں تقریر

کرتے ہوئے بجا طور پر تنقید کی تھی کہ اب کارکنوں کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ وہی کارکن تھے جو کنونشن کے دنوں میں جوش و خروش سے بھرے ہوئے تھے۔ اُس وقت انہیں یہ احساس تھا کہ ہم ایک زبردست مہم سر کر رہے ہیں اور ہماری قومی تنظیم میں نئی جان پڑ رہی ہے۔ ہمیں پھر اپنے اندر یہی احساس پیدا کرنا ہے اور اپنی تمام صلاحیتوں کو بیدار کرنا ہے اور کمر کس کے سرگرم عمل ہونا ہے۔

ہمارا نقطہ نظر

ہمارا محبوب وطن آج بھی دشمنوں کی زد میں ہے۔ ہمارا پڑوسی ملک پاکستان امریکہ کی سامراجی زنجیروں میں کس دیا گیا ہے اور پاک امریکی فوجی گٹھ جوڑ کی بدولت ہماری آزادی اور سلامتی کو زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ امریکہ کی سرداری میں اس فوجی گٹھ جوڑ کو وسعت دیکر دوسرے مسلمان ملکوں کو بھی غلام بنانے اور فوجی اڈوں میں تبدیل کرنے کی کوشش جاری ہے۔ جنوبی مشرقی ایشیا میں بھی فوجی گٹھ جوڑ کی تیاریاں ہو رہی ہیں خود ہماری ریاست میں بھی وہ مُبصّرین موجود ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی غیر جانبدار نہیں کہا جا سکتا وہ مغربی سامراج کے نمائندے اور جاسوس ہیں۔

ہماری ریاست کے اندر تخریب پسند اور انتشار انگیز عناصر اپنی سرگرمیوں سے سامراج کو مدد پہنچا رہے ہیں اور عوام کو جمہوری اور صحت مند سیاست سے دور رکھنے کے در پے ہیں۔ اس لئے ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم بین الاقوامی اور قومی سیاست پر اپنا نقطہ نظر واضح کر دیں۔

ہماری تحریک کی پوری تاریخ اور ہماری تنظیم کی تمام بنیادی

دستاویزیں اس بات کی شاہد ہیں کہ ہماری قومی تحریک سامراج دشمن تحریک ہے۔ ہمارے پروگرام یعنی نیا کشمیر کی بنیاد ہی سامراج اور جاگیرداری کے خلاف رکھی گئی ہے جو بیرونی طاقتیں ہمارے خلاف سازشیں کرتی آئی ہے اور جن کی آج بھی یہ کوشش ہے کہ ہمیں غلامی کی زنجیریں پہنا دیں اور ہمارے وطن کو جنگ کا اڈہ بنائیں وہ ہماری دشمن ہیں اور ہماری ہمدردیاں اُن کے ساتھ نہیں ہوسکتیں۔

ہماری ہمدردیاں ہمیشہ اُن لوگوں کے ساتھ رہی ہیں اور آج بھی ہیں جو اپنی آزادی اور خودمختاری کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہم اُن تمام عناصر کو اور اُن تمام طاقتوں کو اپنا دوست تصور کرتے ہیں جو تمام قوموں کی آزادی اور برابری کے اصول پر کاربند ہیں اور دوسرے ملکوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے۔ ہمارے وزیراعظم پنڈت نہرو اور چین کے وزیراعظم چو این لائی نے پچھلے دنوں اپنے مشترکہ بیان میں پانچ سُنہری اصول پیش کئے ہیں۔ (۱) ایک دوسرے کی علاقائی سالمیت اور خودمختاری کا احترام (۲) ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت (۳) برابری کے تعلقات اور باہمی امداد (۴) ایک دوسرے کی طرف غیر حملہ آورانہ رویہ (۵) مختلف نظاموں کا پُرامن وجود بین الاقوامی سیاست کے یہ پانچ اصول دنیا میں امن اور آزادی کی بنیاد بن سکتے ہیں اور انہی اصولوں کی روشنی میں ہمیں ہمیشہ عالمگیر سیاست کا جائزہ لینا چاہیئے۔

ابھی تک آسمان پر عالمگیر جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس لئے ہمیں یہ اعلان کر دینا ہے کہ ہماری تمام قوتیں امن برقرار رکھنے پر صرف ہوں گی۔ تمام انسانیت امن چاہتی ہے کیونکہ

امن اُس کی بقا کے لئے پہلی شرط ہے مگر ہمارے لئے امن ایک فوری مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے اس سے ہماری قومی زندگی کا سوال براہِ راست وابستہ ہے۔ مفاد پرست بیرونی طاقتیں ہمارے ملک کو فوجی اڈّہ بنا کر اسے جنگ کے شعلوں میں جھونک دینا چاہتی ہیں۔ امن اور جنگ کا سوال ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہ سوال ہماری آزادی اور خود مختاری سے براہ راست رشتہ رکھتا ہے۔

عالم گیر امن تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں بھی جنگ ہوگی دُنیا کے امن کو خطرے میں ڈال دیگی اس لئے ہم اُن تمام کوششوں کا خیر مقدم کرتے ہیں جو جنگ کی قوّتوں کو کمزور کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ پنڈت نہرو نے کوریا میں صلح کی کامیاب کوشش کر کے ہائیڈروجن بم اور دوسرے تباہ کن ہتھیاروں کے خلاف آواز بلند کر کے جنوبی مشرقی ایشیا میں فوجی گٹھ جوڑ کی مخالفت کر کے اور امریکی صدر نے ہندوستان کو جو فوجی امداد کی پیشکش کی تھی اُسے ٹھکرا کر اور چین کے ساتھ معاہدۂ تبّت کے ذریعہ دوستانہ تعلقات مضبوط کر کے اور بہت سے دوسرے امن پسند اقدامات کی صورت میں عالم گیر امن کو تقویت پہنچائی ہے اُنہیں کی راہنمائی میں کولمبو کانفرنس نے جنگ بازوں کو للکارا تھا کہ وہ اب ایشیا کے معاملات میں بے جا مداخلت کرنا چھوڑ دیں۔ ان اقدامات کے ذریعہ پنڈت نہرو نے نہ صرف ہندوستان کے لوگوں کی امن پسندی کا اعلان کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے خاص طور پر ہماری اُمیدوں اور تمنّاؤں کا اظہار کیا ہے۔

ہند چینی میں جنگ بندی اور مصالحت امن پسند قوّتوں کا شاندار کارنامہ ہے۔ امن کے چاہنے والوں نے اس میدان سے بھڑکنے والی

عالمگیر جنگ کے امکانات کو روک کر امنِ عالم کی اُمیدوں کو از سرِ نو روشن کیا۔ ہند چینی کی صلح میں ہندوستان نے جو منصب ادا کیا ہے۔ اُس سے اُس کا وقار امن پسندوں کی دنیا میں بہت بڑھ گیا ہے۔ ہند چینی کے نگران کمیشن میں ہندوستان کو صدر کی جو معزز جگہ دی گئی ہے وہ اسی حقیقت کا اعتراف ہے۔

ان باتوں سے یہ حقیقت بھی پہلے سے زیادہ واضح ہو گئی ہے کہ ہمارے وطن کی سلامتی ہندوستان کے ساتھ ہماری وابستگی میں پوشیدہ ہے۔

قومی سیاست کے میدان میں "نیا کشمیر" ہمارا بنیادی پروگرام ہے اور اُس میں ہم نے اپنے سماجی نظام کا نقشہ تفصیل کے ساتھ مرتّب کر دیا ہے۔ ہندوستان کے ساتھ الحاق کر کے ہم نے اس نظام کی تعمیر کے لئے بنیادیں بھی رکھ دی ہیں اس لئے اب ہم ریاست کے اندر اپنے دوستوں اور دشمنوں کو اس کسوٹی پر جانچیں گے کہ کون ہمارے پروگرام کا اور اس پروگرام سے پیدا ہونے والی الحاق کی پالیسی کا حامی ہے اور کون اس پروگرام اور پالیسی کی عملاً مخالفت کرتا ہے۔

جہاں تک ہندو اور مسلم فرقہ پرستوں کا تعلق ہے ہمیں یہ کہنے میں ذرا برابر تکلّف نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری آزادی اور قومی تعمیر کے مخالف ہیں۔ ملازمتوں کی تقسیم، الحاق اور ادغام جیسے سوالوں پر یہ عناصر چھپکے چھپکے اور اعلانیہ بھی ہمارے عوام میں نفاق کا بیج بوتے ہیں۔ اور شعوری یا غیر شعوری طور پر سامراج اور جاگیرداری کی قوّتوں کو مدد پہنچاتے ہیں۔ پرجا پریشد، جن سنگھ اور دوسرے ہندو یا مسلم فرقہ پرست خواہ ہماری ریاست میں ہوں یا ریاست کے باہر ہوں ہم ان کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔

ہماری ریاست کے اندر اور باہر کچھ ایسے خطرناک اور موقعہ پرست
عناصر بھی سرگرم ہیں جنہیں ہمارے پروگرام اور ہماری پالیسی سے دشمنی ہے
وہ عوام میں غلط رجحانات کو ہوا دیتے ہیں۔ جموں میں پرجا پریشد سے
ساز و باز کر کے ریاست کو ہند میں مکمل طور پر مدغم کرنے کا نعرہ بلند کرتے
ہیں تو وادیٔ کشمیر میں یہی عناصر مسلم فرقہ پرستوں کے ساتھ مل کر
شیخ عبداللہ کی رہائی اور ان کی بے گناہی کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ یہ لوگ
ہمارے کسی ایک رہنما کی تعریف کرتے ہیں تو دوسرے راہنما پر بہتان تراشتے
ہیں اور اپنے طور پر یہ کوشش کرتے ہیں کہ قومی رہنماؤں میں امتیاز
پیدا کر کے اُن کے اتحاد پر ضرب لگائیں۔ یہی لوگ کمیونسٹ ہوّا بھی کھڑا
کرتے ہیں۔ یہ عناصر مختلف جماعتوں کی شکل میں آتے ہیں کہیں جمہوریت
کی نقاب ڈال کر جمہوری سوشلسٹ بنتے ہیں۔ تو کہیں عوام کو فریب دینے
کے لئے عوامی سوشلسٹ کہلاتے ہیں۔ ان کے نام مختلف ہیں مگر اُن کا
کام ایک ہی ہے انتشار انگیزی، جمہوری صفوں میں رخنہ ڈالنا اور سامراج
کو مدد دینا۔ جب نیشنل کانفرنس نے سنہ ۱۹۴۴ء میں اپنا تاریخی پروگرام "نیا کشمیر"
منظور کیا تھا تو یہی لوگ تھے جنہوں نے سامراج اور جاگیرداروں کی مدد کرنے
کے لئے کمیونزم کا ہوّا کھڑا کیا۔ ہم نے "کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک شروع کی
تو عین اُس وقت جبکہ ہماری قوم سامراج اور شخصی حکومت کے خلاف
صف آرا ہو رہی تھی انہوں نے کمیونسٹ اور غیر کمیونسٹ کا سوال کھڑا کر کے
قومی صف میں انتشار ڈالنے کی کوشش کی۔ سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی یہ
کوششیں جاری رہیں مگر اُن کے لغو نعروں سے نیشنل کانفرنس اور عوام
گمراہ نہ ہو سکے۔

دنیا جانتی ہے کہ نیشنل کانفرنس کا اپنا ایک سوچا سمجھا پروگرام ہے

نیشنل کانفرنس کے ہر ممبر کو اس پروگرام کے ساتھ عقیدت ہے ہر ممبر اپنی جماعت اور اس کی جمہوری روایات سے اس طرح وابستہ ہے کہ الزام تراشیوں اور نعرہ بازیوں سے اُس کی وفاداری متزلزل نہیں ہوسکتی۔ ہم اپنی تنظیم میں کارکنوں اور ممبروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قومی پروگرام اور نیشنل کانفرنس کی پالیسی پر عمل کریں اور کمیونسٹ وغیر کمیونسٹ جیسے سوالوں میں اُلجھنے سے گریز کریں۔ یہ سوال انتشار ڈالنے کے لئے اُٹھائے جاتے ہیں۔

گذشتہ دنوں ہندوستان کی ایک سیاسی پارٹی کے بعض لیڈروں نے بھی ان تخریب پسند عناصر کو شہ دی ہے اور اب یہ چرچا بھی ہو رہا ہے کہ کسی پُر فریب نام سے ہماری ریاست میں ایک نئی پارٹی قائم کی جائے گی جو براہِ راست یا بالواسطہ ہندوستان کی پارٹی سے ملحق ہوگی۔ مگر ہمیں اعتماد ہے کہ ہمارے عوام ان سیاسی اُچکّوں کو شکست فاش دیں گے۔ اس کے علاوہ ہم توقع کرتے ہیں کہ ہندوستان کی وہ جماعتیں جو ہماری قومی تحریک سے ہمدردی رکھتی ہیں۔ ہماری اس تحریک کی یکجہتی قائم رکھنے میں ہماری مدد کریں گی۔ انہوں نے آج تک کشمیر کے مسئلے کو ایک قومی مسئلہ قرار دیکر وقتی رنجشوں اور اختلافات کو نظر انداز کیا ہے اور کشمیر کے اندرونی معاملات میں دخل دینے سے اجتناب کرتی رہی ہیں۔ ہمیں توقع ہے۔ کہ وہ آئندہ بھی اس بات کا خیال رکھیں گی اور مقامی شر پسند اور خود غرض افراد کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گی۔

ہمیں کیا کرنا ہے ؟

اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کے بعد اب ہمیں اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں آپ کو یعنی نیشنل کانفرنس کے کارکنوں اور ممبروں کو

یہ ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ آپ ہی کی حکومت برسراقتدار ہے اس لئے آپ کے فرائض کی بھی خاص نوعیت ہے۔

ہم نے سرکاری مشینری کو بہتر بنانے کے سوال پر غور کیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بھی بن گئی ہے جو دفتری کارروائی کو زیادہ تیز اور بہتر بنانے کے مشورے مرتّب کرے گی۔ سرکاری محکموں سے بدعنوانی دُور کرنے کے لئے ہم نے قانون کا ایک مسودہ شائع کیا ہے جلد ہی اس مسودے کو آخری شکل دیدی جائے گی اور اس سلسلہ میں ہم مزید اقدامات بھی کریں گے لیکن ہماری تمام کوششیں رائیگان جائیں گی۔ اگر نیشنل کانفرنس کے کارکن اور ممبر خود اس سلسلہ میں سرگرم نہیں ہوتے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ تمام لوگوں کو قانون کی مختلف مدّوں سے واقف کریں۔ اور انہیں اس قانون سے فائدہ اُٹھانے کے طریقے بتائیں۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ خود حلقہ کمیٹیوں اور تحصیل کمیٹیوں کی مدد سے بدعنوانی اور رشوت خوری کے واقعات کی تفتیش کریں اور تمام لوگوں کو بیدار کر کے اور ان کی حمایت حاصل کر کے بے ایمان اور رشوت خور افسروں کا پردہ چاک کریں اور انہیں سزا دلوائیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اپنے وطن سے غریبی اور مفلسی دُور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اقتصادی زندگی کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کریں۔ غذائی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ۔ دستکاری کی حفاظت اور صنعتی ترقّی کے بغیر ہم بے روزگاری کا مسئلہ حل نہیں کر سکتے۔ ہم نے پانچ سالہ منصوبہ کے تحت ابتدائی کام شروع کر دیا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ اس کام میں آپ ہماری مدد کریں۔ گاؤں کے لوگوں کو قومی تعمیر کی اسکیموں سے روشناس کرائیں اور انہیں ان اسکیموں میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کریں۔ تمام لوگوں کے مشورے سے اور عوام کے مطالبوں کو مرتّب کر کے آپ اپنے علاقے

کی منصوبہ بندی کریں جس منصوبہ میں عوام شریک ہوں گے۔ اس منصوبے کو عمل میں لانے کے لئے عوام متحرک بھی ہوں گے۔

ہم سیاسی پارٹی کے رکن ہیں۔ ہمارا فرض عوام کو سیاسی تربیت دینا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کارکنوں کی تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ لٹریچر شایع کیا جائے۔ ہم نے یہ بھی طے کیا ہے کہ کارکنوں کو سیاسی تربیت دینے کے لئے تنظیم کی طرف سے کچھ اسکول لگائے جائیں۔

لیکن کارکنوں کی تعلیم و تربیت تو پہلا زینہ ہے۔ اصل کام تو یہ ہے کہ عوام کو سیاسی تربیت دی جائے۔ ہم نے گذشتہ صفحات میں بہت سے مسائل پر نیشنل کانفرنس کا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ اور دوسرے سیاسی کتابچے بھی شایع ہو رہے ہیں۔ آپ ان کا مطالعہ کریں اور دوسرے لوگوں کو مطالعہ کرنے کی ترغیب دیں اور محلّے محلّے اور گاؤں گاؤں بلکہ گھر گھر جاکر اپنی سیاست ان لوگوں تک پہنچائیں، جن کے ذہن اب تک صاف نہیں۔ عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنا آپ کا سب سے اہم فریضہ ہے۔

آخر میں ہم اس بات پر زور دینا چاہتے ہیں کہ جن سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم جد وجہد کر رہے ہیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنا صرف اُسی وقت ممکن ہو گا جب ہماری قومی تنظیم ایک سرگرم۔ باشعور اور صحیح معنوں میں ایک عوامی تنظیم بن جائے جو ہر جگہ اور ہر وقت بے باکی کے ساتھ عوام کی حمایت میں آواز اُٹھائے۔

کنونشن کے بعد ہم نے چند تنظیمی اقدامات کئے ہیں۔ ہم نے نئی ورکنگ کمیٹی بنالی ہے۔ ممبر بنانے کی مہم جاری ہے۔ اور کچھ دنوں کے

بعد انتخاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہمارا سالانہ اجلاس ہو گا۔

نیشنل کانفرنس کی اس تنظیم نو میں آپ کی بہت ذمہ داریاں ہیں۔ ہماری قومی تنظیم کو عوامی تنظیم بنانے کے لئے ابتدائی حلقوں کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ آخر کار ابتدائی حلقوں ہی کے کارکن عام لوگوں کے ساتھ براہِ راست رابطہ رکھتے ہیں۔ عوام کے دُکھ درد کو پہچانتے ہیں اور اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اگر ابتدائی شاخیں اور کمیٹیاں سرگرم ہو کر عوام کی خدمت کریں۔ ان کے مطالبے مرتّب کر کے حکومت تک پہنچائیں۔ ان کے مقامی مسائل حل کریں اور اُن کا اعتماد حاصل کر کے صحت مند سیاست کی تبلیغ کریں تو نہ صرف یہ کہ ہماری تنظیم میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ بلکہ ہم سیاسی فضا کو بالکل بدل دیں گے۔ لہٰذا ابتدائی شاخوں اور کمیٹیوں کی تنظیم نو، ان کی سیاسی تعلیم و تربیت۔ ان میں ایماندار اور با اخلاق کارکنوں کی حوصلہ افزائی تنظیم کی بہتری کے لئے فوری اور نہایت اہم کام ہے۔ ابتدائی کمیٹیاں تنظیم کی بنیادی کمیٹیاں ہیں۔ ان کی درستگی گویا تنظیم کی بنیادی درستگی ہے۔

ہر سطح پر تنظیم کی درستگی کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ اجتماعی طور پر کام کریں۔ کمیٹیاں حرکت میں آئیں۔ کمیٹیوں کے ممبر باہمی صلاح و مشورے سے کام کریں۔ کوئی فرد محض اپنی فہم و دانش پر بھروسہ کر کے کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا۔ ورکنگ کمیٹی ہو یا حلقہ کمیٹی ہر جگہ صلاح و مشورے اور بحث و مباحثے کی ضرورت ہے اور تمام اہم فیصلے آپس میں مشورے سے لے لینے چاہئیں۔ جب کمیٹیاں سرگرم ہوں گی۔ تبھی تنظیم میں حرکت پیدا ہو گی۔ کوئی ایک فرد خواہ کسی پوزیشن میں کیوں نہ ہو صحیح راہنمائی نہیں کر سکتا اور نہ تنظیم میں جان پیدا کر سکتا ہے۔ اسی لئے نیشنل کانفرنس میں کمیٹیوں کا

ایک وسیع سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ مختلف سطح پر کمیٹیوں کو سرگرم کرنا اور انفرادی اور شخصی کارکردگی کو ختم کرنا ہر ممبر کا فرض ہے۔

آنے والے سالانہ اجلاس کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ اجلاس ہمارے لئے محض ایک تنظیمی فریضہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک سیاسی مہم ہے جسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے لئے آپ کو اپنی تمام قوتیں صرف کردینی چاہئیں۔

یاد رکھئے کہ ہماری تنظیم ایک سیاسی تنظیم ہے۔ نیشنل کانفرنس نے اپنی حکومت بنالی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تنظیم کا سیاسی فرض ختم ہوگیا اور اب صرف انتظامی کام کرنا ہے۔ نہیں! ہماری سیاسی ذمہ داریاں اور بڑھ گئی ہیں۔ اگر ہم عوام میں سیاسی تبلیغ اور پروپیگنڈے کا کام نہیں کرتے تو ہم انہیں بیدار اور متحرک نہیں کر پائیں گے۔ نہ صرف یہ کہ عوام دشمن اور انتشار انگیز عناصر اس بات سے فائدہ اٹھائیں گے بلکہ خود ہماری قومی تعمیر کا کام پورا نہیں ہوسکے گا۔ عوام میں صحت مند رجحان پیدا کرنا اور انہیں سیاسی تربیت دینا ہمارا اہم فریضہ ہے۔

ہمیں ہر پہلو سے اس اجلاس کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اس عرصہ میں جہاں تک ممکن ہو۔ آپ عوام کو سیاسی تعلیم دیں۔ اُنہیں اپنا پروگرام اور اپنی پالیسی سمجھائیں۔ اپنی قومی تحریک سے روشناس کریں اور عوام میں وہی رُوح پیدا کریں۔ جو اُن میں اُس وقت موجود تھی جب وہ "کشمیر چھوڑ دو" کا نعرہ بلند کرکے مطلق العنان کے خلاف صف آرا ہوئے تھے۔ یا "حملہ آور خبردار" کہہ کر اپنے وطن کی حفاظت میں سینہ سپر ہوگئے تھے۔

ڈیلی گیٹوں اور کمیٹیوں کے انتخابات کو سیاسی تعلیم و تربیت اور تنظیمی اصلاح کا ذریعہ بنا دیجئے اور ان تمام گٹھ بندیوں کا صفایا کر دیجئے جو خود غرضی اور موقعہ پرستی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ جگہ جگہ

جلسے کیجیئے جہاں کارکن اپنے علاقہ کے مقامی مسائل اور ملک و قوم سے تعلق رکھنے والے سیاسی اور اقتصادی مسائل پر روشنی ڈالیں اور انتخابات کے وقت وہی کارکن ذمہ داری کی جگہوں پر چُنے جائیں۔ جو خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار ہوں۔ جن کے دماغ آمرانہ اور نوکر شاہی رجحانات سے پاک ہوں۔ ان عناصر کو اپنی تنظیم سے الگ کر دیجیئے۔ جو عوام دشمن حرکتیں کرتے ہیں جو لوگوں کو ڈرا دھمکا کر کھٹ پیچی کر کے اپنی ذاتی غرض پوری کرتے ہیں۔ ہماری تنظیم حکومت کرنے کی مشین نہیں ہے وہ عوام کی خدمت کرنے کا آلہ ہے۔ اسے پاک اور صاف بنائیے اور عوام کا اعتماد اور بھروسہ حاصل کیجیئے۔

سالانہ اجلاس کی تیاری گویا تنظیم کی اصلاح اور عوام کی بیداری کا دوسرا نام ہونا چاہیئے۔ تاکہ جس وقت ہمارا سالانہ اجلاس ہو رہا ہو۔ اُس وقت فضا بدلی ہوئی ہو۔ دشمنوں کے حوصلے پست ہوں۔ انتشار انگیز عناصر مُنہ چھپاتے پھریں۔ ہمارے کارکنوں کے چہرے یقین اور اعتماد کی روشنی سے چمک رہے ہوں۔ اور رہنماؤں سے لیکر تمام ممبروں تک تنظیم اتنی مضبوط متحد اور مستحکم ہو چکی ہو کہ ہمارے دشمنوں کے تمام منصوبے اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور ہمارے عوام آزادی اور سلامتی کا پرچم اُڑاتے ہوئے 'نیا کشمیر' بنانے کے لئے سرگرم عمل ہوں۔

دوستو ہماری ذمہ داریاں بہت بھاری ہیں۔ لیکن ہم ان ذمہ داریوں کو پورا کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم سب راہنما۔ کارکن اور عام ممبر اپنے شاندار مقاصد کو سامنے رکھیں اور اپنے مقدس فرائض کا احساس کر کے اپنے دلوں کو غرور اور خود پسندی سے پاک کریں اور اپنے وطن اور عوام کی بے لوث خدمت کرنے کے لئے اپنے سینوں کو تمام تعصبات اور ذاتی رنجشوں سے پاک کر کے آہنی چٹان کی طرح متحد ہو جائیں۔ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔